بسم اللہ الرحمن الرحیم　　رجسٹر نمبر ایل ۱۰۹۳　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

THE AKHBAR ALHAKAM

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر　بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی　دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

قیمت سالانہ
والیان ریاست و امراء سے ۱۰
معاونین سے ۵
عوام سے ۵

مدینۃ المسیح دار الامان قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ دو آنہ

جلد ۲۵ | مورخہ ۲۱ و ۲۸ مئی سنہ ۱۹۲۳ء | نمبر ۲۰ و ۲۱

بیس برس پیشتر کے خیال کی عملی تصویر

پدر نتواند پسر تمام کند کا عملی ظہور

مصر سے ایک عربی رسالہ البشریٰ کا اجراء

۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء کے الحکم کے ساتھ ایک اشتہار البشریٰ کے عنوان سے شائع کیا تھا۔ اس اشتہار میں میں نے ایک ماہوار عربی رسالہ البشریٰ نام کا اعلان کیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی اسکا نام تجویز فرمایا تھا۔ اور خود حضور علیہ السلام نے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے صحت۔ فراغت اور توجہ اور ہمت میسر آجانے پر اسکے لیئے مضامین لکھنے کا بھی وعدہ فرمایا تھا۔ اعلان کے نکلتے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکی خریداری منظور فرمائی چنانچہ اسی اخبار میں اس کا بھی اعلان کیا گیا۔

مگر خدا تعالیٰ کی مشیت و منشاء نے اس خیال کو معرض عمل میں آنے کے لیئے بیس برس بعد کا زمانہ تجویز فرمایا تھا۔ میرے دماغ میں اسکی تحریک ہی تھی مگر اسکی تکمیل میرے عزیز بیٹے محمود احمد سلمہ اللہ الاحد مجاہد و مبلغ مصری کے لئے غالباً مقدر تھی۔

میں نے البشریٰ ہی کی ایڈیٹری کے فرائض ادا کرنے کی قابلیت پیدا کرنے کے لیئے مصر جانے کا عزم کیا۔ اور اسکا اعلان بھی کر دیا بعض سامان بھی پیدا ہو گئے۔ جبکہ کہ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے سفر مصر (جو بعد میں سفر حج کا مقدمہ ثابت ہوا) کے وقت طیاری بھی کر لی لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے میرے سفر کو ایسی شرائط سے مشروط کیا کہ میں قطعاً نہ جا سکتا تھا الغرض میرے ان ارادوں میں تاخیر ہوئی یہانتک کہ عزیز محمود احمد بالغ ہو گیا اور زندگی وقف کر کے مجاہدین کے زمرہ میں داخل ہوا۔ اور خدا تعالیٰ نے غیب سے میرے لیئے آسانیاں پیدا کر دیں کہ میں اسکو اپنے خرچ پر مصر بھیجنے کے لیئے قابل ہو گیا اور اب وہ مصر میں ایک سال سے زائد عرصہ سے سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت اور اپنی تعلیمی ترقی کے لیئے ساعی ہے اللہ تعالیٰ نے اسکی محنت کو قبول فرمایا اور مصر میں چند ایسے ذی علم اور قابل احباب کو سلسلہ میں داخل ہونے کی توفیق دی جو اپنے امثال و اقران میں واجب الاحترام ہیں اور اب اس نے مصر سے ہی ماہوار عربی رسالہ کے اجراء کا اعلان کیا ہے۔ جو اس اخبار میں دوسری جگہ درج ہے۔ ہمارے اخبارات تجارتی طریق پر ابھی چلائے نہیں جا سکتے اور نہ ان کی آمدنی اس قابل ہوتی ہے کہ اس سے کوئی انتفاع ہو سکے مگر ایں اخبارات ہی اشاعت و تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہیں۔ مجھکو اپنے دوستوں سے اسی رسالہ کے متعلق زبردست الفاظ میں اپیل کرنیکی ضرورت نہیں کیونکہ جذباتی تحریکیں جلد مردہ ہو جاتی ہیں اس گھڑی تک انھوں نے مصر میں اشاعت و تبلیغ کیلئے کچھ خرچ نہیں کیا مگر اب وقت آگیا ہے کہ ان کے اموال سے اس غرض کے لیئے بھی کچھ لیا جاوے۔

یہ عربی رسالہ مصری اخباری خصوصیات یا مذاق کو مد نظر رکھ کر عمدہ کاغذ پر طبع ہوگا اور قدرتاً اسکے اخراجات بہت زیادہ ہوں گے۔ اور یہ ہم ہی کو ادا کرنے ہیں۔ اسلیئے کم از کم ہمارے ایک ہزار دوستوں کو اس رسالہ کی خریداری کے لئے سعی کرنی چاہیئے۔ اگر تمام احمدی انجمنیں دو دو رسالے اپنے خرچ پر مفت اشاعت کے لیئے خرید لیں تو کم از کم پانچسو کا پیاں مفت تقسیم ہو سکتی ہیں۔ اسلیئے مفت اشاعت اور خریداری کے لیئے درخواستیں بہت جلد بھیجنی چاہئیں۔

دفتر الحکم اس خدمت کو خوشی سے سرانجام دیگا اگر درخواستیں اس کے پاس آئیں گی تو وہ شیخ محمود احمد صاحب احمدی جرنلسٹ کے پاس انہیں بھیجدیگا۔ اسی طرح روپیہ بھی اس مد میں اگر دفتر الحکم میں آئیگا تو اسکی باقاعدہ رسید الحکم میں بھی شائع ہوتی رہے گی۔ یہ وقت ہے کہ احباب اپنے پردیسی مجاہد کو تبلیغ و اشاعت کے مقدس مقصد میں مدد دیں۔

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی عرفانی ایڈیٹر الحکم

نہایت افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ حضرت مولوی سرور شاہ صاحب کا شیر خوار بچہ ۲۶ مئی کی رات کو قضاء کر گیا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

میں نے علاقہ ارتداد میں کیا دیکھا

انسداد ارتداد کیلئے احمدی مجاہدین کے اخلاص کا نمونہ

(۱)

جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے میں ۱۶۔ اپریل ۱۹۲۳ء کو مجاہدین کا ایک وفد لیکر آگرہ گیا تھا میرے سفر کے اغراض انتظامی امور سے وابستہ تھے اور اسلئے مجھکو مختلف مقامات کا دورہ کرنا پڑا۔ مجھ سے پیشتر حضرت صاحبزادہ **میرزا بشیر احمد** صاحب اور حضرت **نواب صاحب** محترم بھی پہنچے ہوئے تھے اور وہ ہمہ تن اپنے کام میں مصروف تھے۔ میں نے **احمدی مجاہدین** کو جس ہمت مستعدی اخلاص اور بیجگری سے کام کرتے دیکھا اسنے میرے دل پر ایک خاص اثر پیدا کیا اس قسم کی کیفیات کو الفاظ کی صورت میں ظاہر نہیں کیا جاسکتا۔ میں اس مختصر نوٹ میں یہ دکھانے کی کوشش کروں گا۔ کہ **احمدی جماعت** اس کام کے لیئے جو وقت اور روپیہ صرف کر رہی ہے اسکا استعمال نہایت برمحل اور مفید ہو رہا ہے ان کے نتائج اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقیناً بابرکت ہوں گے گو نہیں کہا جاسکتا کہ اسکے لیئے کسقدر عرصہ انتظار کرنا پڑیگا۔

(۲)

آگرہ میں احمدی جماعت کا **دار التبلیغ** ایک فوجی مرکزی دفتر کا منظر پیش کر رہا ہے جہاں کے رہنے والے ہر وقت دشمنوں کے حملوں کے مقابلہ کے لیئے عملی تجاویز میں **مصروف** نظر آتے ہیں۔ **امیر المجاھدین** ایک طرف مختلف مقامات پر جانے والے مبلغین کو ہدایات دے رہا ہے اور ابھی اس سے فرصت نہیں ہوئی کہ مختلف محاذات سے آئی ہوئی اطلاعوں پر عملی نوٹس لینے کے لیئے اسے طیار ہونا پڑتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ دفتری کاروبار کے متعلق ہدایات بھی جاری ہوتی ہیں غرض صبح کی نماز سے لیکر رات کے دس گیارہ بجے اور بعض اوقات ایک بجے تک مصروفیت ہی مصروفیت پائی جاتی ہے اور اسکے ساتھ ہی سارا سٹاف اپنے فرائض منصبی میں لگا ہوا ہے۔ ایک طرف اخبارات کو اطلاعیں بہم پہنچانے کا صیغہ اپنا کام کر رہا ہے دوسری طرف مجاہدین کی ضروریات کے انصرام کا کام ہو رہا ہے غرض ایک مصروف زندگی کا حیرت انگیز اور مؤثر نظارہ نظر آتا ہے جو ایک سست سے سست انسان کو بھی چست اور دینی حرارت سے سرد محض کو گرم جوش بنا دینے کے لیئے کافی سے زیادہ ہے۔

(۳)

مرکزی **دفتر** میں جو نظارہ سب سے زیادہ مؤثر ہے وہ مختلف مقامات سے آنے والے ملکانہ حضرات ہیں جن کے گاؤں میں شدھی کا جال بچھایا جا رہا ہوتا ہے اور وہ اپنی قوم کو اس سے بچانے کے لیئے **امیر المجاھدین** سے خود موقعہ پر پہنچکر اخلاقی امداد کی خواہش کرتے ہیں یہ لوگ، مذہبا اور اسکی **حقیقت** سے محض ناواقف ہیں اور تجربہ نے بتایا ہے کہ آریوں نے انکی ناواقفیت سے ہی فائدہ اٹھایا ہے اور صرف ان کے قومی جذبات کو ابھار کر انہیں اپنے دھرم میں گرانیکی انتہائی کوشش کی ہے۔ انسان **جذبات** اور **کیفیات** کا پتلا ہے اور جسقدر جلد وہ ان چیزوں سے متاثر ہوتا ہے دلائل اور براہین سے اسقدر نہیں اور ان جذبات اور کیفیات میں جو چیزیں اسکے ارد گرد ہوں وہ اور بھی زیادہ اثر ڈالتی ہیں۔

آریہ لوگ ان کے سامنے کسی مذہب کو پیش نہیں کرتے اور کر بھی نہیں سکتے اسلیئے کہ وہ انکو آریہ مذہب کا پیرو نہیں بنا سکتے اور سناتنی عقائد بھی ان کے سامنے نہیں رکھ سکتے۔ اسلیئے انکی

تبلیغ اور ہدایت کا مرکزی نقطہ صرف برادری کی شمولیت

کا نسخہ ہے اور اس نے ان کے منزل کو قریب کر دیا ہوا ہے۔ آریوں نے اس قوم کی خودداری کی حس کو بھی صدمہ پہنچایا ہے ان حالات میں ہمارا کام

بہت کٹھن اور نازک ہے

(۴)

ہم کو صرف ان کے جذبات کو ابھارنا نہیں بلکہ ان میں مستقل طور پر مذہب کی ضرورت اور حقیقت کا احساس کرانا ہے اور مذہب کو پورے طور پر واقف کر کے ان میں **عملی روح** پیدا کرنا ہے اور یہ کام ایک دو دن کا نہیں ایک **عادت** اور محنت کو چاہتا ہے۔ اسوقت انہیں ایک رو **برادری** کی شمولیت کی پیدا کر دی گئی ہے اور اس رو کو **قوی مؤثر** بنانے کے لیئے مختلف طریقے **اختیار** کیئے گئے ہیں۔ جنپر تبصرہ کرنا اسوقت میرا کام نہیں مجھکو صرف یہ بتانا ہے کہ یہ لوگ جس وقت مرکز میں آتے ہیں انکی **پریشانی** اور گھبراہٹ دار التبلیغ کے ساکنین کو پریشان تو ضرور کر دیتی ہے مگر وہ اپنی قوت **ایمانی** کا اثر ان پر ڈالتے اور ان کو مطمئن کرتے ہیں اور فوراً انکی مدد کے لئے **مجاھدین** کو طیار کر دیا جاتا ہے یہ لوگ **دار التبلیغ** میں آکر ایک قسم کی **سکینت** اور طمانیت محسوس کرتے ہیں اور ان کے چہروں سے پایا جاتا ہے کہ وہ ہمیں اپنا ہمدرد اور **غمگسار** یقین کرتے ہیں۔

درحقیقت یہ لوگ بہت بڑی **ہمدردی** اور **تالیف قلوب** کے مستحق ہیں۔ دشمن نے ان کے حصار عافیت پر حملہ کیا ہے اور مختلف حیلوں سے انہیں اپنے صدیوں کے مذہب سے الگ کرنیکا منصوبہ کیا ہے۔ ان لوگوں کو انکی **ہمدردی** اور غمگساری کا یقین دلانا بڑی محنت کا کام ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ دار التبلیغ اس کام کو مرکزی حیثیت سے اور ہر ایک مجاہد انفرادی طور پر پوری کوشش سے سرانجام دے رہا ہے۔

(۵)

مرکزی دفتر سے نکل کر ان دیہات میں جانا جہاں **مبلغین** مقامی حیثیت سے کام کر رہے ہیں جماعت کے ایمان اور اخلاص کو بڑھانے کا ایک زبردست ذریعہ ہے جو لوگ ان دیہات میں کام کر رہے ہیں ان کی **ایمانی قوت** اور **قربانی کا پاک جذبہ** قابل رشک ہے۔ سوسائٹی کے لحاظ سے یوں کہنا چاہیئے کہ ایک مجاہد بھی نہیں کہ وہ اجنبی جگہ پر ہے بلکہ باوجود انسانوں کی ایک جماعت میں رہنے کے گویا وہ ایسی جگہ ہے جہاں وہ اکیلا ہے جن لوگوں کی مدد اور ہدایت کے لیئے اسکو بھیجا گیا ہے وہ اس سے الگ رہنا چاہتے ہیں اور اسکے قریب آنے میں بھی مضائقہ کرتے ہیں اور اسکے علاوہ وہ لوگ جنکو آریوں نے خرید اہوا ہے انکی مخالفت میں ہر قسم کی ریشہ دوانیاں کرتے ہیں مگر یہ **مجاھد** جو خدا کا نام لیکر اور اسی کے نام کے اظہار و جلال کیلئے گھروں سے نکلے ہیں ان تکالیف کو قطعاً بھولے ہوئے ہیں اور اپنے کام کی سرگرمی اور جوش میں انہیں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ وہ تنہا ہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ تنہا نہیں کیونکہ

ان کا خدا ہے ان کے ساتھ

(۶)

ایک **مجاھد** کی تکالیف تنہائی و بیکسی کی حد تک جا کر ختم نہیں ہو جاتی ہیں بلکہ ان کے کھانے کا کوئی انتظام نہیں بالکل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ کی جنگوں کا نقشہ ہے انہیں سے ہر ایک کو آپ ہی اپنی ضروریات کا انصرام کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح ان مجاہدین میں سے ہر ایک اپنی ضروریات کا کفیل ہے۔ اسی روح نے انہیں کام کرنیکی قوت کو تیز کر دیا ہے اور ایک **مشین** کی طرح کام کر رہے ہیں۔ یو۔ پی کی گرمی اور لو کا اندازہ ہم بیان نہیں کر سکتے اس دھوپ کی شدت اور لو کی تیزی میں ہمارا **مجاھد کھلیانوں** پر ایک جگہ سے دوسری جگہ پھرتا نظر آئے گا وہ ایک ایک فرد کے پاس جانا اپنا فرض سمجھتا ہے اور اسکی فرصت کی ساعت کا انتظار کرتا اور اسے حق سمجھتا ہے۔ اگر کام صرف تبلیغ تک ختم ہو جاتا تب بھی کوئی بات نہ تھی۔ اس تبلیغ میں اسکو ان اعتراضات اور ملامتوں کا نشانہ ہو جانا پڑتا ہے جو آریوں کے سکھائے ہوئے طوطوں کے لب پر قصے ہوتے ہیں اور پھر پیاس نہیں اسی شدت دھوپ و تپش میں غریب **مجاھد** کو پیاس لگتی ہے تو اسے پانی میسر نہیں اسکے حصول کے لیئے دو ہی راہیں کھلی ہیں یا تو وہ اس پیاس کو ہونٹوں پر زبان پھیر کر تسلی دے اور یا اسی دھوپ میں پھر وہ اپنے ہیڈ کوارٹر کو لوٹے۔ اس سے اس غریب کی تکلیف کا اندازہ خیالی طور پر ہو سکتا ہے۔

(۷)

اس **منظر** کا تصور کر کے دیکھو کہ ایک **مجاھد** پیاس سے بیکل ہو رہا ہے اور وہ تبلیغ کے نازک مگر اہم فرض کو ادا کر رہا ہے اسکے سامنے کوئی خوشگوار نظارہ نہیں بلکہ وہ ایک زمیندار کے کھلیان پر دھوپ میں کھڑا ہے اور وہ اپنے بیلوں کو چلا رہا ہے یا اور کوئی کام کر رہا ہے اور موقعہ ملنے پر اسکو کچھ کہہ کہا جاتا ہے یا اسکے ساتھ ساتھ پھرتا ہے اور پیاس بجھانے کے لیئے اسکے پاس کوئی ذریعہ نہیں کیونکہ **غریب ملکانہ** کو چھوت کے مسئلہ کا زہر پلا دیا گیا ہے مبلغ مجاہد تو اتنا ہی غنیمت سمجھتا ہے کہ اسکی بات سُن لی جاوے۔ کھانا پکانے کا انتظام اسکو چونکہ آپ ہی کرنا ہوتا ہے اسلیئے اکثر اوقات وہ صرف چنوں پر گزارہ کر لیتا ہے اور اگر بڑی آسائش اور تکلف کے ساتھ پرلطف دستر خوان بچھایا گیا تو اسکی رونق جو اور چنے کے ستو سے آگے نہیں۔ اور جو اسپر بھی ترقی ہوئی تو چنے کی روٹی جس میں نمک کی چاشنی ہوتی ہے اور خوش قسمت **مجاھد** اسے مزے لیکر پانی کے گھونٹ کے ساتھ کھا رہا ہے اور اسے اعلیٰ درجہ کی نعمت یقین کرتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کی نعمت وہی کھاتے ہیں (باقی آئندہ)

مصر کی چٹھی

احمدی احباب کے نام عریضہ

مصر میں احمدیت کا شاندار مستقبل

و

البشریٰ کا اجراء

خدا کی پیاری اور مجاہد جماعت پر سلام اور درود اور اسکی کروڑوں کروڑ برکات اور فیوض ہوں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اے خدا کے برگزیدہ بندو! اور اس کے چنے ہوئے پیارے اور راستباز لوگو!! اے مسیح موعود کے پاک صحابیو!!! میں بہت دور سے تم کو تمہاری پاکیزہ قربانیوں پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اسکے بعد تمکو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ ارض فرعون میں خدا تعالیٰ نے تمہارے بھائیوں کی ایک جماعت پیدا کردی ہے۔ چونکہ تمہاری طرح لومۃ لائم سے نڈر ہیں۔ یہ جماعت ایک سال کے اندر طیار ہوئی ہے اسلئے اگرچہ ابھی کمزوری کی حالت میں ہے لیکن خدا کے فضل سے وہ دن دور نہیں جبکہ مصری جماعت دیگر جماعتوں کے پہلو بہ پہلو کھڑی ہوگی۔ یہ محض اُسکا فضل و کرم ہے کہ اُس نے اپنے ایک عاجز ترین بندہ کے ذریعہ سے اس کام کی بنیاد رکھدی پس اُسکا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

اسوقت جماعت کے ممبروں کا نمبر گیارہ آدمیوں تک پہنچ چکا ہے مگر مجکو اُسکے فضلوں پر بھروسہ ہے کہ جلد یہ جماعت گیارہ سے گیارہ سو بن جائے۔

میں تم سے بہت زور سے ایک التجا کرتا ہوں اور وہ یہ کہ میری اور یہاں کی جماعت کی ترقی کے لیئے دائماً دعاؤں سے مدد فرماتے رہیں۔

میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا مسیح موعود علیہ السلام کے نام سے قطعاً ناواقف ہے اور اس نے اس سورج کو جو ہندوستان کی زمین میں طلوع ہوا نہیں دیکھا یہاں کے لوگ تو تمہاری دینی خدمات سے بھی واقف نہیں پھر تم خدمت دین کے فرض سے کیسے سبکدوش ہو گئے۔ بزرگو! عزیزو!! وہ ممالک جنکی زبان فقط عربی زبان ہے وہ تھوڑے سے نہیں۔ مصر تمہارے سامنے ہے۔ فلسطین۔ شام۔ حجاز۔ یمن۔ عراق۔ نجد۔ سوڈان۔ بربر۔ تونس۔ مراکش۔ عدن یہ تو بڑے بڑے ملک ہیں جو تمہارے سامنے ہیں ان ملکوں میں تمہارا ایک بھی مشنری نہیں ہے۔ تمہاری یورپ کی خدمات واجب الفخر ہیں مگر مسیح موعود علیہ السلام کا بڑا کام تو امت محمدیہ کی اصلاح ہے۔ اور وہ تو اسلام کے گلوں کے جمع کرنے کے لیئے آنے والا تھا۔ پھر تم کیوں خاموشی کے ساتھ بیٹھے ہو۔ مسیح موعود کو تو تم میں سے گذرے ہوئے آج ۱۵ سال سے اوپر ہوتے ہیں اس عرصہ میں تم نے کسی بھی اسلامی ملک پر قبضہ نہیں کیا۔ وہ ہزاروں نہیں لاکھوں انسان جو مسیح موعود کا نام سننے کے بغیر مر گئے کیا ان کے لیئے تم پر واجب پرسش نہیں کہ ہمکو دیا گیا تھا کہ ان تک پہنچا ئیں مگر ہم نے نہیں پہنچایا۔ عزیزو!!! اُٹھو۔ کمر ہمت باندھو دیکھو غیر قومیں منزلیں طے کریں۔

> یاران تیزگام نے محمل کو جالیا
> ہم محو نالۂ جرس کارواں رہے

انسانی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ پس قبل اسکے کہ ہم داعی اجل کو لبیک کہیں ہم کو اپنے واجبات کی تعمیل کرنی ضروری ہے۔ اے خدا کے پیارو! تم نے صرف اپنے نفسوں سے ہی جنگ نہیں کرنی بلکہ شیطان کی فوج کو شکست دینی ہے۔ تمہارا مقابلہ صرف ایک مذہب سے نہیں بلکہ دنیا کے ادیان سے ہے۔ بلکہ خود اپنے گھر کے اندر مسلم کہلانے والوں کی اصلاح کی از حد ضرورت ہے۔ پس ان حالات کے ہوتے ہوئے تمکو بستروں پر راحت کی نیند کیسے آتی ہے اور تم کو لذیذ کھانے کیسے عمدہ معلوم ہوتے ہیں۔ کیا سپاہی میدان جنگ میں کبھی اپنے ہتھیار کھول کرتا ہے اور کبھی اسکو راحت کی نیند میسر آئی پھر تم ساری دنیا کے مقابل میں کھڑے ہو کر کیوں ابھی تک آرام کر رہے ہو۔ ہمکو ایک **سیال** ایک **نیرّ** ایک **صادق** ایک **عبد اللہ** یا ایک **صوفی** مبارک علی۔ **غلام محمد**۔ **عبید اللہ** پر خوش نہیں ہونا چاہیئے بلکہ جب تک تم ہزاروں ہزار صادق اور نیرّ اور سیال اور عبید اللہ نہ پیدا کرلو تم یقین جانو کہ تم نے کچھ بھی کام نہیں کیا۔ پیارو! ضرورت ہے کہ تم میں سے ہر ایک صادق بنجائے اور تم میں سے ہر ایک نیرّ۔ میں یہ الفاظ لکھ رہا ہوں خدا شاہد ہے کہ میں سخت ندامت میں ہوں کہ میں خود کیوں نیرّ اور صادق جیسا نہیں۔ تاہم میں ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

اور اُن کو کہتا ہوں جو صرف اخبارات میں خبریں پڑھ کر خوش ہو جاتے ہیں کہ پیارو! اسلام کو تمہاری ضرورت ہے اسکے لیئے اپنی زندگیاں وقف کرو اور اسلام کی حیات کے لیئے اپنی عارضی موت قبول کرو تا تم کو حقیقی زندگی ملے۔

اے راستبازو! میں کیسے عرض کروں کہ میرے دل میں کیسا جوش ہے مگر الفاظ میں اس کے نکالنے کے راستے نہیں جانتا۔ تاہم عرب کے ملک ہماری تبلیغ سے خالی ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ان ملکوں میں سلسلہ کی تبلیغ کا بیڑا اٹھائیں جگہ جگہ مبلغوں کا بھیجنا بھی ایک صرف کثیر کو چاہتا ہے جو ابھی ہماری مالی کمزوری [illegible] کام کی وسعت کے باعث نہیں ہوسکتا لیکن اسکے یہ معنے نہیں کہ ہم اسوقت بالکل خاموشی اختیار کرلیں جب تک کہ مال و دولت ہماری مدد کرے۔

اسلیئے اب ہمارے سامنے صرف ایک میدان ہے وہ یہ کہ ہم عربی زبان میں ایک رسالہ جاری کریں۔ یہ رسالہ اُن تمام بلاد میں کثرت سے شائع کیا جائے تا اسلامی رنگ میں لوگوں تک اس آسمانی صداقت اور اس خدائی پیغام کو جو ہمکو روئے زمین میں پہنچانے کے لیئے دیا گیا پھیلاویں۔

خدا تعالیٰ کے فرستادہ کا کلام اس کے ذریعہ سے ہم لوگوں تک پہنچائیں اور تمہاری وہ مساعی جو کسر صلیب کے لیئے یا وہ مساعی جو بت شکنی کے خلاف تم کر رہے ہو تمہاری وہ خدمات جو دفاع عن الاسلام کے رنگ میں آج روئے زمین پر تم ادا کر رہے ہو ان کو ہم لوگوں کے سامنے رکھیں تا لوگوں کو معلوم ہو کہ مسیح ہی سے نہیں بلکہ اسکے صحابہ کے ذریعہ بھی اندھے دیکھ رہے ہیں اور بہرے سن رہے ہیں اور لنگڑے چل رہے ہیں جس کے کان ہیں سنیں اور جس کے آنکھیں ہیں دیکھے۔ پس میں نے عزم بالجزم کرلیا ہے اور ڈیکلریشن کے لیئے درخواست دیدی ہے اور بہت جلد مصر کی زمین میں اسلام کا صحیح چہرہ دکھلانے والا

البشریٰ

نکلے گا۔ البشریٰ کیا ہوگا وہ مسلم سن رائز یا ریویو آف ریلیجنز کا حقیقی معنوں میں بھائی ہوگا اسکی واحد غرض احمدیت کی اشاعت بلاد اسلامیہ میں ہوگی۔ وہ سلسلہ کی کتب کو عربی زبان میں کرنے کا ایک ذریعہ ہوگا۔

اس کے لیئے میں اپنی کمزور آواز کو احمدیہ جماعت کے سامنے رکھتا ہوں کہ خدا کے برگزیدہ مرسل کی جماعت اس رسالہ کی خریداری کے لیئے کھڑی ہو جائے۔ جہاں یہ رسالہ خود آپ لوگوں کی عربی زبان کو صاف کرنے کا باعث ہوگا وہاں ساری دنیا کی مسلم آبادی میں تبلیغ کا واحد ذریعہ ہوگا۔

پس ایسے فداکاروں کی ضرورت ہے جو کہ اسکے لیئے ایجنسیاں قائم کریں۔ ایسے بزرگوں کی ضرورت ہے جو کہ اسکی مفت اشاعت کا باعث بنیں۔

دوستو! یاد رکھو جیسے مصر ہندوستان اور یورپ کا دروازہ ہے ویسے مصر تمام ملکوں میں تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے پس اس زرّیں موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دو اور اس رسالہ کی اعانت کے لیئے ہر رنگ میں کھڑے ہو جاؤ۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ اس رسالہ میں میری مدد کے لیئے اُسنے ایسے لوگ پیدا کردیئے ہیں جو عربی زبان میں پلے اور اسی میں بڑھے ہو گئے۔

چنانچہ خدا نے اپنے فضل سے ایک دوست **عبد الحمید افندی کامل** کو سلسلہ میں پیدا کردیا جو کہ ایک زبردست اخبار نویس۔ ایک عظیم الشان سیاح۔ اور عربی کے علاوہ ترکی فرنچ۔ انگریزی۔ عیسائی زبانوں کے ماہر ہیں۔

اسی طرح سے اُس نے اپنے فضل سے اخی المکرم **شیخ محمد اسمعیل** صاحب کے دل میں سخت جوش ڈالدیا ہے اور ایسے ہی بعض اور دوست ہیں۔ لیکن یہ لوگ تو جو کر رہے ہیں گے۔ اسکے لیئے میں **قادیان کے علماء** میں خاص طور پر اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے قیمتی اوقات کو اس مقدس کام کے لیئے بھی صرف کریں خصوصاً استاذی المکرم مولوی **سید محمد سرور شاہ** صاحب و استاذی المکرم **شیخ عبد الرحمن** صاحب [illegible]

وجناب اُستاذ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب واستاذ میر محمد اسحٰق صاحب واستاذ غلام رسول صاحب راجیکے وحضرت حافظ روشن علی صاحب واُستاذ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب وجناب جلال الدین شمس صاحب سکھوانی واُستاذ مولوی غلام نبی صاحب ومولانا محمد فضل صاحب چنگوی ودیگر تمام مولوی فاضل صاحبان اس امر کی طرف توجہ کریں۔ جماعت میں بہت سے بزرگ حضرات ہیں طوالت کے خوف سے اُن کے اسماء کو چھوڑتا ہوں وہ مضامین کے ساتھ خاص مدد فرمائیں +

یہ امر یاد ہے کہ البشریٰ کے اجراء کے لئے میرے والد صاحب حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے حضرت مسیح موعودؑ سے اجازت حاصل کی تھی اور حضور نے اسکا نام البشریٰ تجویز فرمایا تھا اسلیئے اس مبارک مجلہ کا نام البشریٰ ہی ہوگا۔

یہ رسالہ مسلم سن رائز کی طرح سے باتصویر ہوگا اور فی الحال اسکی قیمت چھ روپیہ سالانہ ہوگی +

خریداری کی درخواستیں خاکسار کے نام پر روانہ فرمائیں۔ روپیہ پیشگی ارسال فرمائیں تاکہ اسکے اجراء میں ہر طرح سہولت ہو انگریزی نوٹ رجسٹری کے لفافہ میں روانہ کرسکتے ہیں۔

اخبارات سے التماس | سلسلہ کے اخبارات الفضل البشریٰ۔ ریویو۔ نور۔ فاروق سے التماس ہے کہ اس رسالہ کی خریداری کے لئے پُرزور سفارش فرمائیں۔ مم

میرا عنوان یہ ہے (جو انگریزی میں ہونا چاہیئے)

شیخ محمود احمد احمدی شارع خلیج المصری نمبرہ ۵۰ قاہرہ (مصر)

نامہ مصر

احمدی بزرگوں سے خطاب | اے بزرگان جماعت احمدیہ اللہ تعالےٰ کے آپ پر بڑے بڑے فضل اور کرم اور رحم ہوں۔ آپ نے اپنے عملوں سے پھر ہمکو صحابہؓ کا زمانہ دکھا دیا۔ اپنی جانوں اپنے مالوں اپنے وقتوں کی قربانیوں سے آپ لوگوں نے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ حقیقی اسلام کیا ہے اور کہاں ہے +

یہ جوش۔ یہ قربانیاں۔ آج اسلام میں کسی جگہ نظر نہیں آتیں۔ جیسے اندلس کی زمین مسلمانوں پر نوحہ خوانی کر رہی ہے اسی طرح سارا عالم اسلامی آج ماتمی لباس میں ہے۔ کوئی دیکھے یا نہ دیکھے۔ مگر جسکی آنکھیں ہیں وہ دیکھتا ہے کہ مسلمانان عالم آج زندہ درگور ہیں۔ وہ ملکوں کے استقلال کے لیئے رو رہے ہیں۔ وہ حکومت کے مناصب کے لیئے چلا رہے ہیں اور آہ ہی [illegible] میں وہ اپنے وجود کو ہی بھول گئے جو کسی کے لئے محبوب ہوتا ہے اسکی جدائی اُسکے لیئے تلخ ہے [illegible] پیدا کر دیتی ہے۔ اور [illegible]

عبدالمطلب نے اصحاب الفیل سے اپنے اونٹوں کا مطالبہ کیا اور مکہ کی حفاظت مکہ والے کے سپرد کی۔ یہ آج سے تیرہ سو سال قبل کی ایک حقیقی دلیل ہے کہ انسان اُس چیز کو طلب کرتا ہے جو اُسکی ہوتی ہے۔ پس اے مقدس جماعت! اے راستبازوں کے گروہ تمکو مبارک ہو کہ آج دنیا تو عزوجاہ۔ حشمت وجلال مال ودولت ونازونعم کے پیچھے پڑی ہوئی ہے مگر تو ہی ایک وحید جماعت اسلام۔ اسلام کے نعرے لگاتی اور میدان میں اُترتی ہے۔ کیوں نہ ہو۔ تو ایک خدا کی پیاری جماعت ہے۔ لوگ اُنکو طلب کرتے ہیں جو اُن کے لیئے ہے اور تو اُسکو طلب کرتی ہے جو تیرے لیئے اور تو اُسکے لیئے ہے +

لوگ اپنے گھروں میں دنیا کی دولت لائیں یا نہ لائیں مگر تو یقیناً اسلام کے فیوض اپنے گھر میں بھر لائے گی۔ پس تجھ پر سلامتی اور رحمت ہے۔ ایک بیقرار دل۔ ایک مہجور انسان کی دعائیں سمندروں پر سے عبور کرتی ہوئی تمھاری طرف دوڑ رہی ہیں۔ اور اسکی روح سمندروں اور پہاڑوں کے پار سے تمکو خدا کی سلامتی بھیج رہی ہے +

دنیا اسوقت خواب غفلت میں ہے اور مسلمان تو باوجود زندہ ہونیکے مرچکے ہیں۔ وہ قومیں جو ہمیشہ اسلام سے خوف زدہ رہتی تھیں وہ آج اسلام کے مٹ جانے کے لیئے اُٹھ کھڑی ہوئی ہیں۔ مسلمانوں کی بداعمالیاں یہاں تک رنگ لائیں کہ بکریاں شیروں پر حملہ آور ہوگئیں۔ اذانیں بند ہوئیں۔ ناقوس بجنے لگے۔ نمازوں کیلئے وضو جاتے رہے۔ اصنام کی پرستش کے لیئے ہون ہونے لگے +

راستبازوں کی اولاد نے نیوگ کی گندی تعلیم کے سامنے سر جھکانے کی تیاریاں کرلیں۔ یہ سب کچھ مسلمانوں کی بداعمالی سے ہوا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔

ہندوستان کے مسلمانو! | اے ہندوستان کے مسلمانو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ!

استقلال وطن سے پہلے روح کا استقلال حاصل کرو۔ تم مت سمجھو کہ صرف ہندوستان کے چند لاکھ مسلمان تمھارے ہاتھ سے نکل رہے ہیں +

وہ ممالک جہاں پر عربی بولی جارہی ہے وہاں آکر دیکھو کہ تمھاری قوم آج کسطرح سے زندگی بسر کر رہی ہے۔ وہ اسلام کے نام سے بھی واقف نہیں۔ میں نے چلتے چلتے اُچٹتی نظریں عدن اور مسودا کے مسلمانوں پر ڈالیں۔

میں مصر کی زندگی کو غور سے دیکھ رہا ہوں میں تم کو آنیوالے خطرہ سے بیانگ دہل ڈراتا ہوں کہ تمھارے سامنے خطرہ کا ایک مہیب منظر آنے والا ہے اور بالکل اُسکی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے کوئی گاؤں کسی دریا کے کنارے آباد ہو اور دفعتاً دریا میں طغیانی آجائے اور اس بدنصیب گاؤں کی آنکھ اُسوقت کھلے جبکہ وہ دریا کی لہروں کا نشانہ بن چکا ہو یا کوئی ایسا پہاڑی پر آباد ہو جو آتش فشاں ہو۔ اور جبکہ وہ سخت گہری نیند کے متوالے ہو رہے ہوں اُسوقت دفعتاً پہاڑ پھٹ جائے اور اس قوم کو ہلاک کردے + میں اپنی ضعیف آواز کے ساتھ سمندروں کے پار سے پکارتا ہوں کہ اے

ہندوستان کے مسلمانو جاگو۔ خطرہ ہے خطرہ ہے۔ یہ خطرہ نہ صرف تم میں سے بعض کو بلکہ سب کو دنیا سے ملیامیٹ کردیگا پس ہوشیار ہوجاؤ۔ کہ مصیبت قریب بلکہ دروازہ پر ہے۔ شیطان تم کو ہندو ہی نہیں بنا رہا بلکہ وہ تمھارے گوشت کو کاٹ کاٹ کر چبا رہا ہے مگر تم خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے +

اسلام عرب سے نکل گیا۔ اسلام مصر سے نکل گیا۔ اسلام شام سے نکل گیا۔ اسلام عراق سے نکل گیا۔ کبوتر اُڑ گئے گھونسلے خالی پڑے ہیں +

اِک آگ ہے جو بھسم کر رہی ہے۔ پس اے احمدی جماعت تو ہی بیدار ہے اور تو ہی اس غرض کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ سُن لے تمھارے سامنے صرف اتنا ہی کام نہیں کہ تو ہندوستان کے چند لاکھ مرتدوں کو سنبھال لے بلکہ ساری دنیا کی آگ کو بجھانا تیرا کام ہے تو نے بھی اگر سستی کی تو تیرے سانس کے چند لمحے ہزاروں لاکھوں ہستیوں کا خون کردیں گے +

پس ان زندگی کی چند گھڑیوں کو اس مقدس عہد کے پورا کرنے میں لگا۔ میں نے کسی گزشتہ پرچہ میں یہاں کی حالت زار کا ذکر کیا تھا آج ہندوستان کی توجہ کو میں چند بھیانک مناظر کی طرف پھیرتا ہوں تا معلوم ہو کہ اسلام اور اسکے فرزندوں کی حالت کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے +

(۱)

بزم عشرت وغیرہ

میرے ایک دوست میرے پاس آئے انھوں نے مجروح قلب کے ساتھ پرنم آنکھوں سے بیان کیا کہ ایک غنی خاندان کے یہاں پرسوں شادی تھی۔ غریب وامیر کی زبان زد تھا کہ فلاں جگہ ایک نہایت عالیشان جلسہ ہے۔

میرا دوست اس منظر کے دیکھنے کے لیئے گھر سے نکلا۔ اُسنے دیکھا نہایت شاندار قصر کے سامنے ہزاروں فانوس جل رہے تھے موم اور کافوری شمعوں کا کوئی شمار نہ تھا۔ سینکڑوں موٹر اور گاڑیاں قصر کے سامنے تھیں۔ مہمانوں کے لباسوں کو دیکھ کر غریب انسان کا دل دہل جاتا تھا۔ شاہی باجا اس دروازہ کے سامنے بج رہا تھا۔ ڈیڑھ سو نوکرانیاں مہمانوں کی خدمت کے لیئے نہایت عمدہ لباسوں میں مہیا کی گئی تھیں صرف شراب ایکہزار پونڈ کی طلب کی گئی تھی اور باقی اخراجات کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے۔ الغرض کھانا ہوا۔ گانا ہوا۔ باجا بجا۔ دل بہلاوے کے سب سامان تھے ہمارے دوست جو آپ ہیں شریک تو نہ تھے مگر اس نظارہ کے دیکھنے کے لیئے خاص طور پر وہاں گئے تھے۔ جب وہاں سے باہر نکلے اس قصر سے دس گز کے فاصلہ پر انہوں نے مٹی میں لیٹے ہوئے چند بچوں کو دیکھا جنکے جسم پر کپڑا نہ تھا مٹی انکا لحاف۔ مٹی انکا بستر تھا۔ کبھی کسی دست شفقت کو اور کبھی کسی محبت آمیز نگاہ کو ان بچوں نے نہ دیکھا تھا۔ مٹی میں اسطرح سے لیٹے ہوئے تھے کہ کسی کا سر ایک کی گود میں تھا کسی کی ٹانگ دوسرے کے پیٹ میں۔ ان کے پاس بستر تھا نہ تکیہ نہ ہی کپڑا تھا۔ اور آہ! پیٹ میں ڈالنے کے لیئے

ٹکڑا بھی نہ تھا +

ان محلوں میں عیش و عشرت کے خواب دیکھنے والے کون لوگ تھے امراء - اغنیاء - اور آہ محتاج بیکس اس روٹی کے ٹکڑہ سے محروم تھے جو ان دستر خوانوں پر بچ رہتے تھے +

جس قوم کے امراء اسطرح عیش میں روپیہ صرف کریں - اور اس قوم کے یتیم بچے اسطرح سے پیٹ پر پتھر باندھ کر مٹی میں ملے ہوئے ہوں وہ قوم کب تک بام عروج پر کھڑی رہے گی +

(۲)

مجالس خیریہ کے جلسے

چند دن ہوئے یہاں پر جمعیۃ الخیر اسلامیہ کا جلسہ ہوا جلسہ میں شریک ہونے والے لوگ اندازاً بارہ چودہ ہزار ہونگے جلسہ اس غرض سے تھا کہ یتیم اور مسکین بچوں کے لئے چندہ جمع کیا جائے +

مصر کا مشہور باغ ازبکیہ کرایہ پر لیا گیا اسکے اردگرد کئی ہزار موم بتیاں جلائی گئیں اور اندر بھی بجلی کی روشنی کا اہتمام کیا گیا - باغ کے اندر کسی جگہ باجے بج رہے تھے کسی جگہ لڑکے ورزشی کرتب دکھا رہے تھے - کسی جگہ مختلف قسم کے تماشے ہو رہے تھے - یہ اس خیراتی جلسہ کے لئے چندہ کے جمع کرنے کا طریق تھا -

یاد رکھو - زندہ قومیں اسطرح سے اپنے یتامیٰ کی پرورش نہیں کرتی ہیں بلکہ وہ ایک انتظام کے ماتحت ہوتی ہیں انکا سر ایک شخص کے سامنے جو ان میں تقویٰ و طہارت میں افضل ہو اس کے سامنے جھکا رہتا ہے اور اسکی ایک آواز پر وہ اپنا سب کچھ نثار کر دینے کے لئے تیار رہتی ہے -

صحابہ کی زندگی کے ورقوں کو پڑھو - کھیلوں اور تماشوں پر ٹکٹ لگا کر پیسہ جمع کرنا اس قوم کا شعار ہوتا ہے جسکی حسیات مرچکی ہوں اور وہ اپنی ضرورتوں کا احساس نہ کرے جیسے بچہ کے ہاتھ میں اگر پیسہ یا روپیہ آجائے تو وہ کبھی ماں کو نہیں دیتا جب تک مصری کی ڈلی اسکے سامنے نہ رکھی جائے - وہ اس مٹھائی کی ڈلی کے ساتھ فوراً ہی پیسہ ماں کو دیدیتا ہے - پس بالکل اسی طرح سے آج ہماری حالت ہے کہ پیسہ جمع کرنے کے لئے ہمکو ان عقلمند اور مدبر بچوں کے سامنے کھیل اور تماشے کرنے پڑتے ہیں + آہ ! افسوس - کوئی ہے جو آنکھ کھولے -

دوسرا جلسہ

یہاں ایک شہر ہے وہاں کے ایک مدرسہ نے یہاں کا ایک تھیٹر دو دن سے کرایہ پر لیا ہوا ہے - اگرچہ تھیٹر مصر میں اپنی تہذیب اور اپنی نوع کا ایک ہی تھیٹر ہے جسکی دیواروں پر قصداً مسئلہ "الاخلاق" لکھا ہے مگر چونکہ مہذب کھیل دیکھنے یہاں کے لوگوں کو پسند نہیں اسلئے اس تھیٹر کے دروازہ پر کبھی بھیڑ نہیں دیکھی گئی مگر اس مدرسہ الاخلاق نے یا کچھ ہے - وہ ایک تھیٹر ہے اسکو مدرسہ والوں نے دو دن کے لئے کرایہ پر لیا ہے تاکہ اسکی آمدنی سے مدرسہ کی امداد کریں - افسوس - صد افسوس - ہم اپنے مدرسوں کو چلانے کے لئے اب تھیٹروں کے محتاج ہیں +

(۳)

شم النسیم کا جلسہ

یہاں پر ایک عید موسم بدلنے پر ہوتی ہے جو شم النسیم کہلاتی ہے اس عید میں مصر کی سب اقوام شریک ہوتی ہیں اور باغوں وغیرہ میں لوگ جاکر سیر کرکے اپنا دل بہلاتے ہیں - ایک مقام دریائے نیل کے کنارہ پر روض الفرج ہے یہ مقام طبعی مناظر کے لئے خاص مقام ہے - ہم بھی چند دوست اس مقام پر مصریوں کی عید دیکھنے کے لئے گئے - مقام کی تعریف اسوقت مقصود نہیں - ہزاروں آدمی وہاں جمع تھے لیکن ہماری بد قسمتی نے ہم کو یہ بھی دکھایا کہ وہ نقاب والی عورتیں جو اپنے مردوں کے ساتھ وہاں موجود تھیں ہزاروں آدمیوں کے درمیان شراب کے گلاس پی رہی تھیں - افسوس مسلمان عورتوں کی حالت پر کسی نے دو چار آنسو نہ گرائے کوئی کہہ سکتا ہے کہ دو عورتوں کا کیا ہے - مگر میں کہتا ہوں کہ کسی شخص کے سو بچے ہوں کیا وہ پسند کرتا ہے کہ ان میں سے ایک آگ میں ڈالدیا جائے یا اسکو پھانسی دیدی جائے پس زندہ قوم کا ایک فرد بھی ایسی دلیری نہیں کر سکتا +

(۴)

لطیفہ

یہاں ہمارے ایک دوست مسٹر مبارک علی ہیں وہ بعض اوقات بہت لطیف بات سنایا کرتے ہیں یہ بات اگرچہ لطیفہ ہے مگر اگر کوئی اہل دل ہو تو وہ معلوم کرے گا کہ یہ مسلمانوں کی موت پر ایک میٹھا نوحہ ہے +

انھوں نے معارف میں ایک مضمون دیکھا ہے جس سے انکو معلوم ہوا کہ شیخ رشید رضا ایڈیٹر المنار ہندوستان کے علماء پر ہنستا ہے کہ یہ بڑے جاہل ہوتے ہیں اسکی دلیل کہ کسی نے ان سے دریافت کیا کہ سیرٹ مسجد میں جلانی جائز ہے یا نہیں - مبارک علی صاحب نے یہ پڑھکر رشید رضا کو ایک چٹھی لکھی کہ جس نے تم سے یہ دریافت کیا ہے اس نے بڑی غلطی کی - اسکو یہ نہیں دریافت کرنا چاہیئے تھا بلکہ یہ دریافت کرنا چاہیئے تھا کہ عورتوں کے منہ پر نقاب کس قدر باریک ہونا چاہیئے - اور ازہر کے علماء کو داڑھی روزانہ مونڈنی چاہیئے یا دوسرے دن +

جہاں یہ بات ایک لطیفہ کے رنگ میں پیش ہو سکتی ہے وہاں سخت دکھ کی بات ہے کہ یہ بات ان دو امور کے چہرہ سے نقاب اٹھاتی ہے کہ عورتوں کا پردہ یہاں کیسا ہے اور علماء کی داڑھیاں کتنی طویل + افسوس -

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اس قسم کے پُر سوز واقعات کو قلم بند کرنے کیلئے ایک دفتر کی ضرورت ہے - لیکن یہ امور بتلاتے ہیں کہ ہماری اخلاقی حالتیں کسقدر خراب ہو چکی ہیں - لفظی اسلام تو ہم میں ہے مگر فیشن نے اگر اسلام کی مغز کی جگہ گھر کر لیا ہے +

فیشن کے رنگ میں یہاں دنیا کی بیکاریاں ہوتی ہیں - مسلمانوں کی بیویوں پر فی صدی ننگی عورتوں کے تانے پیل کے بت پاؤ گے - افسوس تو یہ ہے کہ علماء کو بھی اس طرف توجہ نہیں جو قوم مرتی ہے پہلے اسکا کیریکٹر مرتا ہے - ہندو آج ملکا نوں پر کیوں قبضہ کر رہے ہیں اسلئے کہ ان کا کیریکٹر مرچکا تھا - اور کسی نے اسوقت توجہ نہ کی - جبکہ مرض کا آغاز تھا - پس آؤ غفلت کو چھوڑ کر کھڑے ہو جاؤ اور اسلام کے محل کو از سر نو تعمیر کرنے کی فکر کرو +

اپنے اخلاقی عمارتوں کو درست کرو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو - تا ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس عمارت کے گرانے والوں میں خدانخواستہ شمار ہو +

دنیا کی قومیں تمہارے اردگرد ہیں اور وہ تمہاری موت کے خواب دیکھ رہی ہیں وہ تم کو نگل جانا چاہتی ہیں - پس اگر تم زندہ ہو - تم کو اگر زندگی سے محبت ہے اٹھو اور ہر ایک جگہ اپنے اندر بیداری پیدا کرو - ورنہ یاد رکھو جو غرضیں تم لیکر کھڑے ہوئے ہو وہ غرضیں تمکو ہلاکت کے گڑھے تک لے جائیں گی اگر تم خود ایسا نہیں کر سکتے ہو تو کم از کم اس قوم کے راستہ میں کوئی روک پیدا نہ کرو جو کہ اسوقت خدا کے مامور و مرسل کے ہاتھ سے زندہ ہوئی - جسنے اپنا تن - من دھن - خدا کے راستہ میں بیچ دیا اور اسکی زندگی کی غرض تمہاری حقیقی استقلال کو حاصل کرنا ہے - تم کو موت کے گڑھے سے نکال کر تم کو اوج فلک پر لے جانا ہے - انکی زندگی کی غرض اسلام کی زندگی ہے اور بس -

احمدی زندہ ہیں اور وہ زندگی کا پانی ہے - مجھکو ایک دوست نے مصر میں کہا کہ تم بھی یہاں ازبکیہ تھیٹر لیکر برلن کی مسجد کے لئے چندہ کرو - میں نے اسکو کہا کہ تم نے ہمارے جذبات کی توہین کی ہے - ہم ایک زندہ قوم ایک زندہ امام کے ماتحت ہیں - ہمارے مال ہماری جانیں - ہمارے گوشت پوست اسلام کے لئے بنائے گئے ہیں اور ہماری زندگی کا مقصد اسلام ہی اسلام ہے - زندہ قومیں اسطرح نہیں کیا کرتیں پس احمدیہ جماعت زندہ جماعت ہے وہ کبھی ان کھیلوں سے نہیں ڈرتی مگر تم بھی اسکے راستہ میں روک نہ بنو تاکہ اسکے کام میں آسانی ہو سکے +

آخر میں میں پھر ایک دفعہ کہتا ہوں کہ خدا کی پیاری جماعت پر آسمان سے سلامتی کے فرشتے نازل ہوں اور سید ہونے کے تیر سے سامنے ہوں + آمین + خاکسار مجاہد مصر قاہرہ -

مصر کی مسرت انگیز خبریں

(۱) خداتعالیٰ کے فضل سے دو ایسے آدمیوں کا جماعت میں اضافہ ہوا ہے جو کہ ایک تو مال کے لحاظ سے بڑا آدمی ہے اور دوسرا علم کے لحاظ سے۔

پہلے صاحب۔ صاحب العزۃ وسیم شکری بے ہیں جو کہ بے ہیں اور یہاں کے اُمراء سے ہیں۔ دوسرے صاحب عبدالمجید آفندی کامل ہیں۔ جنہوں نے سیاحت عالم کی ہے۔ اور اسکے علاوہ وہ کہنہ مشق اخبار نویس ہیں اور زبردست مؤرخ ہیں بعمدہ لیکچرار اور مصنف بھی ہیں۔ عربی کے سوا پانچ زبانوں کو عمدگی سے جانتے ہیں۔ پس یہ خدا کا فضل ہے کہ وہ ایسے لوگ ہم میں پیدا کر رہا ہے۔

(۲) بعض لوگ سلسلہ کے بہت قریب ہیں وہ دن دور نہیں جبکہ بہت ایک بڑی جماعت ہو جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۳) برادرم اخویم شیخ محمد سعید صاحب کی صحت اچھی ہے الحمدللہ آجکل بغرض تبدیل آب و ہوا مصر جدید میں مقیم ہیں تاہم تقریباً روزانہ یہاں تشریف لے آتے ہیں۔ مصر جدید یہاں سے ٹرام میں ایک گھنٹہ کا راستہ ہے۔

(۴) ایک عربی رسالہ **البشریٰ** کے اجراء کے لیئے ڈکلریشن دیدیا گیا ہے الحمدللہ علیٰ ذالک۔ یہ رسالہ تمام بلاد عربیہ میں تبلیغ کا واحد ذریعہ ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

(۵) مصری مطلع سیاست آجکل قریباً صاف ہوگیا ہے۔ بادشاہ کی طرف سے ایک دستور یا آئین شائع کیا گیا ہے جس سے مصری لوگ خوش ہیں۔ جدید وزارت سے ملک کے لوگ خوش ہیں کیونکہ ابھی کے زمانہ میں سعد پاشا رہا ہوا ہے اور اس کے زمانہ میں دستور نکلا۔ ابھی اور بھی اُمیدیں وزارت سے بندھی ہوئی ہیں۔

(۶) لارڈ کارناروون جس نے مصر کے پُرانے بادشاہوں کے مقبرے کا انکشاف کیا۔ مر گیا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ اسکے ساتھ ہی بہت سی تحریکی باتیں مر گئیں۔ اسکی لاش کو انگلستان لے گئے۔

(۷) ماہ رمضان آگیا ہے ابھی تک گرمی کوئی زیادہ نہیں بلکہ موسم ٹھنڈا ہی ہے۔ والسلام (مجاہد مصر)

اسلامی ہند کیلئے ایک غور طلب سوال

ہندو مسلم اتحاد کے خواب کی عملی تعبیر جیسی ناگوار اور دل خراش ثابت ہوئی ہے اسکے اظہار کی چنداں ضرورت نہیں۔ اگرچہ سیاسی مسلم لیڈر برابر یہ آواز اُٹھا رہے ہیں کہ آبگینہ اتحاد کو ٹھیس نہ لگے لیکن واقعات اور حالات بتا رہے ہیں کہ ان شکستہ دلوں کا ایک ہونا آسان نہیں۔ اتحاد بہترین چیز ہے اسکے لیئے ہر ممکن کوشش قابل قدر اور موجب امتنان ہے مگر اتحاد کے لیئے مذہبی غیرت وحمیت کی قربانی کسی صورت میں جائز نہیں قرار دی جاسکتی۔ حالات جو اب رونما ہو رہے ہیں انھوں نے اسلامی ہند کو اپنے مستقبل پر غور و فکر کی انتہائی ضرورت پیدا کر دی ہے۔ مسلمانوں کو ہندوستان میں اگر عزت و آبرو کے ساتھ رہنا ہے اور ضرور ہے تو انہیں اپنے نظام عمل پر نظر ثانی کرنی لازمی ہے۔

ہندوؤں نے مسلمانوں کے ساتھ آجتک جو سوشل برتاؤ کیا ہے وہ محض **ذلت آفریں** اور حقارت آمیز ہی نہیں بلکہ اقتصادی پہلو سے اگر دیکھا جاوے تو اس نے مسلمانوں کی اخلاقی اور مادی ترقی کی تمام حسوں کو معطل و بیکار کر دیا ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ آج وہ اپنی ادنیٰ اور معمولی ضروریات میں برادران وطن کے محتاج ہو کر ہتک آمیز سلوک پر بھی بول نہیں سکتے یہ سلوک چھوت کے رنگ میں کیا جاتا ہے۔ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ ہندو ایک شریف اور معزز مسلمان سے اسطرح چھوت کرتا ہے جسطرح پر وہ ایک چمار اور بھنگی سے گویا مسلمانوں کی پوزیشن اس مسئلہ میں ایک چمار سے بڑھ کر نہیں ہے۔ مسلمانوں نے باوجود اس سلوک کے آجتک اپنے برادران وطن کو ہمیشہ معزز دوست کی شکل میں دیکھا اور کسی طرح پر ان سے وہ سلوک نہیں کیا جسکے کہ وہ مستحق ہیں۔ حالانکہ طبعی تقاضائے عزت یہ تھا کہ مسلمان بھی ہندوؤں سے اسی طرح چھوت کرتے تا انکو اپنی پوزیشن کا علم ہو جاتا۔ اور ایسا کرنے میں وہ کسی بھی الزام کے نیچے نہیں آسکتے تھے لیکن مسلمانوں نے وسعت حوصلہ کے خیال سے اس سے محض اسلیئے چشم پوشی کی کہ برادران وطن شاید مذہبی اصولوں کی بنا پر ایسا کر رہے ہیں اور ان کے اپنے مذہبی حقوق میں دست اندازی غیر مناسب ہوگی مگر اب حالات نے بتا دیا ہے کہ یہ چھوت صرف ہندوؤں میں مسلمانوں سے نفرت پیدا کرنے کے لیئے تھی اور انکی جائز عزت و احترام کو کم کرکے ان کی مالی اور اخلاقی حالت کو پست کرنا زیر نظر تھا۔

اس چھوت کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو خوردنی اشیاء کی تجارتی منڈی سے نکال دیا گیا۔ اور مسلمانوں کی خوش خوری سے فائدہ اُٹھا کر ان کے اموال پر قبضہ کر لیا گیا اور اس طرح پر انکی مساوی حالات کو افلاس سے بدل کر اور قرضوں کے بار گراں سے سراسیمہ کرکے اس ذلت کے گڑھے میں دھکیل دیا جس سے نکلنے کے لیئے بہت بڑی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اور اگر اب بھی اسکی طرف توجہ نہ کی گئی تو نتیجہ نہایت خطرناک ہوگا۔

مجھکو تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو حالات اسوقت ملک میں رونما ہو چکے ہیں وہ مسلمانوں کو آنکھ بند کرکے گزارہ کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ بلکہ انکو آنکھیں کھول کر چلنا پڑے گا۔ ان کو جلد سے جلد اس ذلت آفریں سلوک سے نجات پانی چاہیئے۔ مومن کبھی ذلیل نہیں ہوتا۔ جائز اور صحیح عزت کا حقیقی مستحق مومن ہی ہے۔ اسلیئے ایک منٹ کیلئے بھی ہندوؤں کو چھوت کی اجازت نہیں دینی چاہیئے۔ اور اسکو گوارا کرنا اخلاقی خودکشی اور بے غیرتی کی موت کا مترادف ہے۔

اگر ہمارا ہاتھ یا بدن کا کوئی حصہ ایسا ہی ناپاک اور زہریلا ہے کہ کسی کھانے کی چیز کو لگ جانے سے وہ چیز کھا سکنے کے قابل نہیں رہتی۔ تو کیوں ایک مشرک کے ہاتھ کی چیز ناپاک نہیں ہوتی جبکہ اِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ ہم قرآن شریف میں پڑھتے ہیں۔ چھوت سے ہمارے قومی وقار کو ہی صدمہ نہیں پہنچا بلکہ اقتصادی طور پر مسلمانوں کو خطرناک نقصان اُٹھانا پڑا ہے۔ ہندوستان میں آٹھ کروڑ مسلمانوں کی آبادی ہے۔ اگر بہ لحاظ اوسط دو روپیہ ماہوار ہی فی کس مسلمان ہندوؤں سے دودھ دہی اور مٹھائی وغیرہ خریدے تو سالانہ دو ارب کے قریب روپیہ ہندوؤں کی جیب میں چلا جائیگا۔ جسکی واپسی کی کوئی امید نہیں، اسلیئے کہ مسلمانوں سے وہ کوئی سودا اس قسم کا نہیں خریدتے۔ اور یہ چھوت انھوں نے صرف تجارتی اور اقتصادی اغراض کو مدنظر رکھ کر ہی قائم کی ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمھاری قلاشی اور مفلسی میں اور بھی ترقی ہو (خدا نہ کرے کہ ایسا ہو) اگر تم چاہتے ہو کہ تمھارے قومی وقار کو بالکل تباہ کر دیا جائے اور تم نیچے رہو تو اس سلوک کی پرواہ نہ کرو اور اتحاد کے کھلونے کو لیکر غیرت اور حمیت کے پاک جذبات کی قیمت پر خرید لو۔ لیکن اگر یہ پسند نہیں اور نہیں ہونا چاہیئے اور ابھی قومی وقار اور حمیت کی حس مردہ نہیں ہوگئی تو اسکے لیئے فوراً اُٹھ کھڑے ہو اور ہر جگہ ہندوؤں سے چھوت کے سوال کو اُٹھا کر مسلمانوں میں بیداری پیدا کر دو۔ جبتک ہندو تم سے بالکل چھوت نہ چھوڑیں اور جو تمھاری پکائی ہوئی چیزیں انکو اسطرح نہ خرید لینگے جیسا تم اسوقت تک اُنسے چھوت اور حقارت کی نظر سے دیکھنا اپنی اخلاقی ذلت کا اقرار ہے۔

میں نے تمہیدی طور پر مسلمانوں میں مسئلہ چھوت کے متعلق بیداری پیدا کرنیکے لیئے یہ سوال اُٹھایا ہے انشاءاللہ میں ایک سلسلہ مضامین کا لکھونگا جس سے مسلمانوں کو معلوم ہوگا کہ وہ کسقدر گھاٹے میں ہیں۔ وہ رہنما کار جو آجتک دوسرے کاموں میں مصروف رہے ہیں اب وقت آگیا ہے کہ وہ اس ضرورت کا احساس کریں اور تمام مسلمانوں کو بتائیں کہ انکے اخلاق اور مال پر کیسی آفت آرہی ہے۔ ہماری غرض ان اسباب کو دور کرنا ہے جو ہندو مسلم اتحاد کی جڑ پر کلہاڑے کا کام دے رہے ہیں۔

اگر ہندوؤں میں اس اتحاد کو قائم رکھنے کا شریفانہ مادہ موجود ہے تو وہ اس چھوت کے سوال کو فوراً حل کر دینگے اور اسے ترک کر دینگے لیکن اگر انھوں نے اسکی حمایت کی تو مسلمانوں پر کھل جائے گا کہ وہ مسلمانوں کو جانوروں سے بھی بدتر یقین کرتے ہیں۔ پھر اسکے بعد ان کو ان کے ساتھ چھوت کا برتنا ضروری لازمی ہوگا۔ میں مسلم اخبار نویسوں سے اور اہل الرائے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ خدا کے لیئے اپنے فرض کو شناخت کریں اور مسلمانوں کے قومی وقار اخلاق اور اموال کو بچانے کیلئے ایک منٹ بھی ضائع نہ کریں۔

خاکسار عبداللہ خان عفی عنہ نائب ناظر تالیف و اشاعت صیغہ انسداد ارتداد (قادیان پنجاب)

چھبیس ۲۶ مئی کا دن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لاش مبارک پر ایک اولوالعزم کا عہد

پندرہ برس گزرتے ہیں کہ اس تاریخ کو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق وفات پائی اور آپ کے جسم مطہر کو مقبرہ بہشتی کی خاک پاک میں سپرد کر دیا گیا۔ احمدی جماعت میں یہ دن یوم الامتحان تھا مگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کو ہر قسم کے امتحان سے بچا لیا۔ اور سب کو حضرت حکیم الامۃ کے ہاتھ پر اسی طرح جمع کر دیا جس طرح قدرت ثانی کے ظہور کا وعدہ دیا تھا۔ آج پندرہ سال گزرنے کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ اگرچہ وہ ہمارا محبوب مطاع ہم میں موجود نہیں مگر اسکی وہ یادگار جو پسرش یادگار رمی بینم کی مصداق ہے اور جو حسن و احسان میں اسکی نظیر ہے ہم میں وہی روح اور قوت پیدا کر رہا ہے اور وہ سلسلہ جو اسوقت بیج کی طرح تھا آج ایک سایہ دار درخت کی مثال ہے جسکی شاخیں اطراف عالم میں پھیلی ہوئی ہیں اور جنکے تازہ بتازہ شیریں پھل ہر وقت نشاۃ کا کام کر رہے ہیں۔

میں احمدی جماعت کے افراد کو پندرہ برس پیچھے لیجا کر وہ نظارہ دکھانا چاہتا ہوں جبکہ خدا تعالیٰ کا مامور و مرسل ہم سے ناگہاں علیحدہ ہو چکا تھا۔ اسوقت ہر قسم کے خطرات جماعت کے سامنے تھے۔ آپ کے جسد مبارک پر ایک نوجوان کھڑا ہے اسکو جسمانی تعلقات کی وجہ سے اس پاک وجود کا لخت جگر ہونے کی عزت حاصل ہے۔ وہ اپنے مستقبل کو اسوقت نہیں دیکھتا نہ خطرات جو ذاتی طور پر اپنے خاندان کا سب سے بڑا ممبر ہونے کی حیثیت میں اسکے گرد و پیش ہو سکتے ہیں اسے بھول جاتے ہیں۔ بجائے اضطراب اور گھبراہٹ کے اسکے قلب میں ایک سکون اور اطمینان ہے۔ اسکے حواس پہلے سے زیادہ تیز ہیں اگرچہ قدرتی طور پر اسکی سکینت بیقراری سے اور استقلال گھبراہٹ سے بدل جانا چاہیے مگر وہ خود اس سے ناواقف ہے کہ اسکی حالت میں یہ انقلاب کیوں ہے؟ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات سے بہت بڑا انقلاب ہو چکا ہے مگر اسکی نظر کسی اور چیز کو دیکھ رہی ہے۔ وہ باپ کی لاش پر آتا ہے اسکی آنکھیں پرنم نہیں۔ اسکے ہاتھ پاؤں میں رعشہ نہیں بلکہ وہ اس وقت بالکل استقلال و پا بجائی کا ناقابل جنبش پیکر بنکر خدا سے وصال یافتہ باپ کی لاش پر کھڑا ہوتا ہے اور اسوقت خدائے برتر کے حضور ایک عہد کرتا ہے جسکا خلاصہ اور مفہوم میرے اپنے الفاظ میں اسطرح ہے:۔

اے خدا میں تیرے حضور اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ تونے میرے باپ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح اور مہدی کرکے بھیجا وہ تیرا نبی اور رسول تھا اور یہ عزت اور شرف اس نے حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور پیروی سے پایا۔ وہ فی الحقیقت اپنے نام کی طرح غلام احمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ وہ تیرے وعدہ کے موافق آیا دنیا نے اسکو قبول نہ کیا پر تونے اسکو قبول کیا اور زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کیا۔ میں آج اسکی لاش پر کھڑا ہو کر تیرے حضور صدق دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جس سلسلہ کو تونے اسکے ذریعہ قائم کیا ہے میں اسی سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت میں اپنی زندگی کو ختم کروں گا خواہ دنیا میں ایک آدمی بھی میرے ساتھ نہ ہو۔ تو ہی میرے لیے بس ہے اور تیری ہی تائید اور توفیق سے میں اس خدمت کو سر انجام دے سکوں گا۔

یہ اس عہد کا خلاصہ ہے جو اس نوجوان نے خدا کے مامور و مرسل کے جسد مبارک پر کھڑے ہو کر اسوقت کیا جبکہ وہ دنیا میں یتیم بنا دیا گیا تھا۔ یہ عزم یہ حوصلہ یہ سکینت کی روح کیا محض خیالات سے پیدا ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ عہد اسکے دماغ کی اختراع نہ تھی اور یہ سکینت اور استقلال نمائش اور تکلف کا نتیجہ نہ تھی بلکہ روح الامین اور ذو القوۃ المتین کے ذریعہ ایک فیضان تھا جو خدا کی طرف سے اترا اور واقعات نے بتایا ہے کہ یہ عہد برکت اور فتوحات کا عہد تھا۔

اسوقت کچھ شک نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ایک ناقابل برداشت صدمہ تھا مگر قدرت ثانی کے ظہور کے لیے اس واقعہ کا ہونا بھی لازمی تھا اور اسکے آنے کے لیے آپ کا جانا ضروری تھا۔

اب پندرہ برس کے واقعات کو آج اپنی آنکھ کے سامنے لاؤ اور دیکھو کہ اس اولوالعزم کے عہد کے آثار و ثمرات کیا ہیں؟ یہ عہد کچھ شک نہیں کہ ایک شخص کا عہد تھا جسکو اسوقت معلوم نہ تھا کہ وہ ایک جماعت کا قائم مقام ہے مگر واقعات نے بعد میں بتا دیا کہ یہ عہد ایک شخص کا عہد نہیں بلکہ

تمام احمدی جماعت کا عہد ہے

اسلیے آؤ ہم اپنے نفوس اور قلوب کا جائزہ لیں کہ کیا ہم اس عہد کے پورا کرنے کی قوت اور جوش اپنے اندر رکھتے ہیں۔ حضرت اولوالعزم کا اسوقت یہ اقرار کرنا کہ اگر ایک آدمی بھی میرے ساتھ نہ ہو تو میں اکیلا اس سلسلہ کو دنیا میں پھیلاؤں گا چھوٹی سی بات نہیں ہے اسکی روح میں جو امام اور خلیفہ ہونے کی قوت موجود تھی وہ قوت اس سے اقرار کرا رہی تھی ورنہ وہ یہ نہ کہتا کہ خواہ ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو۔ پس جبکہ ہم سب نے اسکے واسطہ سے اقرار اور عہد کیا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم دیکھیں کہ اس عہد کے پورا کرنے کے لیے ہمارے اوقات ہمارے ذرائع مالی کہانتک قربان ہوتے ہیں اگر یہ قربانی کی روح ہم میں پیدا نہیں ہوئی۔ اور ہم میں سے ہر ایک اپنا خالص یہ فرض نہیں سمجھ لیتا کہ میں ہی اس سلسلہ کی اشاعت و تبلیغ کے لیے واحد ذمہ دار ہوں تو یاد رکھو کہ ہم اس عہد (خدا نہ کرے) توڑنے والے ہیں جو حضرت امام کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جسم مبارک پر اسوقت کیا گیا تھا جبکہ آپ کا سانحہ واقع ہو رہا تھا ذمہ داری نازک اور کام محنت طلب ہے اور ہم سے اسی فدیہ اور قربانی کو چاہتا ہے جسکا نمونہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دکھایا تھا۔

اگر اسی رنگ کی قوت اور تاثیر لے کر ہم اٹھیں گے تو یقیناً خدا کی تائیدات اور نصرتیں ہمارے شامل حال ہوں گی اور ہم میں سے ایک ایک فرد ایک جماعت کا رنگ پیدا کرے گا لیکن اگر ہمنے سستی کی اور غفلت سے کام لیا تو خدا تعالیٰ نے جن کاموں کا ارادہ کیا ہے وہ تو ہو کر رہیں گے اسلیے کہ سالار قوم ـ اولوالعزم اور فتح و ظفر کی کلید کا مالک بنایا گیا ہے مگر ہم پر افسوس ہوگا کہ ہم

پہلے آکر پیچھے ہو گئے

خدا نہ کرے کہ ہم وہ ہوں بلکہ السابقون الاولون کے ساتھ جو وعدے خدائے بزرگ و برتر نے کیے ہیں ہم ان کے وارث ہوں۔

پس میرے دوستو! ۲۶ مئی کا دن آیا اور تمہیں تمہارے عہد کو یاد دلا کر گزر گیا۔ کون کس کو منزل دور اور کٹھن ہے اور دشمن خطرناک طور پر تمہارے مقابلہ کیلیے اٹھا ہے۔ منزل کے خطرات اور دشمن کے حملے تمہاری ہمت کو پست کرنے کے لیے نہیں بلکہ تمہارے حوصلے اور عزم کو بلند کرنے کے لیے ہیں۔ اسی راستہ سے تم ان وعدوں کو پا لوگے جو بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے کے الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیے گئے۔

قدرت ثانیہ کا ظہور پوری قوت اور شان سے بہت جلد کامل ہونے والا ہے ایسا نہ ہو کہ ہماری کمزوریاں اور سستیوں سے اس میں توقف اور تعویق ہو۔

میں چاہتا تھا کہ اس سال یادگاری پرچہ خصوصیت سے شائع کروں مگر میرے سفر میدان ارتداد نے اسکو پورا نہ ہونے دیا۔ اسلیے ان چند سطور کی یاد دہانی کو ہی کافی سمجھ لیتا ہوں۔

اطلاع

میرے والد صاحب ایک ذاتی جائداد کے متعلق جھگڑے کے فیصلہ کے لئے بھیرہ تشریف لے گئے تھے ابھی انکا ڈیڑھ مہینہ صرف ہو گیا۔ وہاں سے واپسی پر جہلم کے بعض دوستوں نے انکو لکھا کہ آپ چند روز کے لیے یہاں آویں وہاں رمضان شریف شروع ہو گیا۔ رمضان شریف کے بعد بعض دوستوں نے انکو مجبور کیا کہ آپ ایک آدھ مہینہ اور ٹھہر جاویں اسلیے وہ وہاں ٹھہر گئے۔ بعض احباب کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ وہ سمجھ بیٹھے کہ میرے والد صاحب قادیان سے ہمیشہ کیلئے چلے گئے ہیں نعوذ باللہ وہ اس پاک زمین سے باہر گزر رہنا نہیں چاہتے۔ جانے [illegible] فضل الرحمن [illegible] - قادیان

آریہ دھرم کے نابود ہونے کی پیشگوئی

اگرچہ ملکانوں کی شُدھی آریہ سماج کی۔ ہاں اس آریہ سماج کی جسے پنڈت دیانند صاحب نے سناتن دھرم عقائد کو مٹانے اور نابود کرنے کے لیئے بنایا۔ روحانی اور مذہبی موت ہے۔ کیونکہ ملکانوں کو آریہ عقاید نہیں بتائے جاتے بلکہ سناتنی عقاید سکھائے جاتے ہیں۔ اور شُدھ کرکے آریہ نہیں کہا جاتا بلکہ سناتنی ہندو بنایا جاتا ہے۔ بت پرستی سے منع نہیں کیا جاتا بلکہ بت پرستی سکھائی جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی آریوں کے شور و شر کی وجہ سے اور کثیر تعداد میں ایسے لوگوں کے جو بظاہر مسلمان کہلاتے تھے آریوں کے ذریعہ مرتد ہو جانے سے ہر ایک مسلمان کو صدمہ پہنچ رہا ہے۔ اور پہنچنا چاہیئے۔ ایسے حالات میں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ دشمن کے مقابلہ کے لیئے اُٹھ کھڑا ہو۔ اور جو جس طرح بھی مدد دے سکتا ہے دے لیکن چونکہ کمزور طبائع لوگ مشکلات کے ہجوم اور دشمن کی ظاہری اور ظاہری کامیابی کو مایوسی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ سخت خطرناک نکلتا ہے۔ اسلیئے ذیل میں حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی آریہ سماج کے متعلق ایک پیشگوئی درج کی جاتی ہے جو مسلمانوں کے لیئے بہت بڑی خوشخبری ہے۔ آپ فرماتے ہیں

یہ خیال مت کرو کہ آریہ یعنی ہندو دیانندی مذہب والے کچھ چیز ہیں۔ وہ صرف اس زنبور کی طرح ہیں جسمیں بجز نیش زنی کے اور کچھ نہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ توحید کیا چیز ہے۔ اور روحانیت سے سراسر بے نصیب ہیں عیب چینی کرنا اور خدا کے پاک رسولوں کو گالیاں دینا ان کا کام ہے۔ اور بڑا کمال ان کا یہی ہے کہ شیطانی وساوس سے اعتراضوں کے ذخیرے جمع کر رہے ہیں۔ اور تقوے اور طہارت کی روح ان میں نہیں۔ یاد رکھو کہ بغیر روحانیت کوئی مذہب نہیں چل سکتا اور مذہب بغیر روحانیت کے کچھ بھی چیز نہیں۔ جس مذہب میں روحانیت نہیں۔ اور جس مذہب میں خدا کے ساتھ مکالمہ کا تعلق نہیں اور صدق و صفا کی روح نہیں۔ اور آسمانی کشش اسکے ساتھ نہیں۔ اور فوق العادت تبدیلی کا نمونہ اس کے پاس نہیں۔ وہ مذہب مُردہ ہے۔ اس سے مت ڈرو۔ ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہوں گے۔ کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھلو گے کیونکہ یہ مذہب آریہ کا زمین سے ہے نہ آسمان سے اور زمین کی باتیں پیش کرتا ہے نہ آسمان کی۔ پس تم خوش ہو۔ اور خوشی سے اُچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہوگے تو فرشتے تمہیں تعلیم دینگے۔ اور آسمانی سکینت تم پر اُترے گی اور روح القدس سے مدد دئے جاؤگے اور خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہوگا اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ خدا کے فضل کی صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سنو اور چپ رہو۔ ماریں کھاؤ اور صبر کرو اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو۔ تاکہ آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جاوے۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵ و ۶۶)

اسوقت جبکہ آریوں نے دروغ بیانیوں اور مبالغہ آمیزیوں سے زمین و آسمان سر پر اُٹھا رکھا ہے۔ اسوقت جبکہ وہ اپنے آپ کو فتحیاب خیال کر رہے ہیں۔ اسوقت جبکہ انکے پھندہ میں پھنسکر ہزاروں نام کے مسلمان مرتد ہو رہے ہیں۔ اس وقت جبکہ بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ آریہ نابود ہو جائیں گے۔ اسوقت جبکہ آریہ مال اور جتھے کے لحاظ سے بہت مضبوط نظر آ رہے ہیں۔ غرض اسوقت جبکہ تمام کے تمام ظاہری حالات آریہ دھرم کے نابود ہونیکے خلاف ہیں۔ ہم علی الاعلان اس پیشگوئی کو شائع کرتے ہیں اور کامل امید اور پورا یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ دن آئے گا اور ضرور آئے گا جبکہ یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ اور ایسی صفائی کے ساتھ پوری ہوگی کہ دوست اور دشمن کو اس کا اعتراف کرنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ اس خدا کی طرف سے ہے جسکے قبضۂ قدرت میں ہر ایک چیز ہے۔ جو اپنے کمزور مگر حق پرست بندوں کی ہمیشہ مدد و نصرت فرماتا اور ان کے مخالفوں کو تباہ کرتا رہا ہے۔ وہ اب بھی ایسا ہی کرے گا۔ اور اسلام کو اُسی طرح غالب کرے گا جس طرح اُسنے پہلے کیا۔

پس آریوں کے شور و شر اور فتنہ سے کسیکو گھبرانا نہیں چاہیئے اور نہ ناامیدی کو اپنے پاس آنے دینا چاہیئے۔ کامیابی اسلام ہی کے لیئے ہے اور اسلام ہی غالب ہوگا۔ ولو کرہ المشرکون۔

خاکسار فتح محمد خان۔ ایم۔ اے۔ امیر احمدی وفد المجاہدین قادیان ہینگ کی منڈی آگرہ۔ ۱۹ مئی ۱۹۲۳ء

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ۲۵ - ۲۶ مئی ۱۹۲۳ء دردِ سر کا شدید دورہ ہو گیا۔ ۲۶ کو عصر کی نماز میں آپ تشریف لے آئے اور بعد عصر کچھ دیر حسب معمول قیام فرمایا احباب حضور کی صحت کے لیئے التزاماً دعاؤں میں زور دیں۔ پچھلا ہفتہ خصوصیت سے فتنہ ارتداد کے متعلق مشورہ پر صرف ہو کر نہایت اہم اور ضروری امور تصفیہ پائے۔

چودھری فتح محمد صاحب امیر الوفد بھی آگرہ سے تشریف لائے تھے جو ۲۶ مئی ۱۹۲۳ء کی صبح کو واپس آگرہ تشریف لے گئے۔

مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال کی خدمات سردست مرکزی دفتر آگرہ کو عارضی طور پر دی گئی ہیں۔ مولوی فضل الدین صاحب وکیل واپس قادیان آ رہے ہیں۔

(۲) ۲۶ مئی ۱۹۲۳ء کی صبح کو حافظ روشن علی صاحب اور میر قاسم علی صاحب ایک تبلیغی دورہ پر روانہ ہوئے اور شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور بھی جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت ڈالے اور سفر کو کامیاب فرمائے۔

(۳) حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کا مزاج دو ہفتہ سے ناساز ہے احباب اپنے محسن و محبوب آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس صاحبزادی کی کامل صحت کے لیئے بھی دعا کریں۔

(۴) تالیف و اشاعت اور تعلیم و تربیت کے صیغوں کے انچارج آجکل میرے مکرم بھائی سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ہیں جنکی تمام تر توجہ دفتر کے نظام عمل کی باقاعدگی اور اصلاح کی طرف ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جو بنیادی طور پر کسی کام کی عمدگی اور کامیابی کے لئے لازمی ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس نیک مقصد میں کامیاب کرے۔ آمین

(۵) صیغہ انسداد ارتداد کا مرکزی کام حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور خان صاحب میاں عبد اللہ خان صاحب کمال محنت اور دلسوزی سے کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ انکی ہمتوں اور مساعی میں برکت فرمائے آمین

(۶) ۱۸ مئی ۱۹۲۳ء بروز جمعہ عید ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ میں نماز عید ادا کی گئی۔ عید کی نماز اس مقام پر پڑھی گئی جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قیام باغ کے زمانہ میں ۱۹۰۵ء میں نمازیں اور جمعہ پڑھا جاتا تھا نماز عید میں وہی نظارہ میری آنکھوں کے سامنے تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حقیقت عید پر خطبہ پڑھا۔ اور دعا فرمائی۔

۱۷ مئی ۱۹۲۳ء کی شام بھی ایک یادگاری شام تھی جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح نے حافظ روشن علی صاحب کے درس قرآن کے سلسلہ میں آخری تین صورتوں کا درس دیا اور قریباً پون گھنٹہ تک ایک لمبی دعا کی جس نے مومنین کے ایمان میں بہت قوت اور ترقی بخشی خدا تعالیٰ ہمارے حق میں اس دعا کو قبول فرمائے۔ آمین

حلفیہ شہادۃ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے ایک موقعہ خاص پر فرمایا کہ پسر موعود اور مصلح موعود جو نو سال کے اندر ہونا تھا وہ میرا بیٹا محمود ہے اور اسکا نام بشیر الدین محمود نام ہے اور مجھپر اسکی نسبت بارش کی طرح الہام ہوئے۔ چونکہ اسوقت سوائے میرے اور حضرت اقدس کے کوئی اور نہ تھا اور یہ بیان کرنے میں آپ میں ایک جوش تھا۔ محمد سراج الحق نعمانی جمالی۔ قادیان

[illegible] قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر عرفانی پرنٹر و پبلشر [illegible] سے شائع ہوا۔